مزید پھل نہیں!

ایک بار ایک چھوٹا بندر تربوز کے کھیت میں گھومتا ہوا پہونچ گیا۔ اس نے بڑے بڑے گول پھلوں کو خوشی سے دیکھا۔ چومپ! اس نے اپنے دانتوں کو سب سے بڑے دانت میں ڈال دیا۔

"اوہ!" چھوٹے بندر نے چیخ کر کہا، "اس کا ذائقہ بہت کڑوا ہے!"

ایک بکری دیکھ رہی تھی۔ "آپ کو تربوز کا نرم اندرونی حصہ کھانا چاہیئے، چھلکے کو نہیں،" اس نے کہا۔

چھوٹے بندر نے سخت چھلکے کو تھوک دیا۔ "میں یہ جانتا تھا!" وہ بولا. "تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں تھی!"



چھوٹا بندر کچھ دیر ادھر ادھر گھومتا رہا۔ اچانک ہوا کے جھونکے سے ایک میٹھی خوشبو آئی۔ آہ!
یہاں خربوزہ کا کھیت تھا! بندر نے ایک خربوزہ کو توڑا اور اندر کا حصہ چکھا۔
تخ!" اس نے کہا. "یہ پھل بہت لعابدار ہے! ""

ایک گدھا دیکھ رہا تھا۔ "رکو!" اس نے کہا. "خربوزہ کا
اندرونی حصہ لعابدار بیجوں سے بھرا ہوتا ہے! چھلکے
کے قریب نرم گودے کو آزمائیں۔"
چھوٹے بندر نے لعابدار خربوزہ کے بیجوں کو تھوک دیا۔
"میں جانتا تھا یہ!" اس نے کہا. "تمہیں بتانے کی
ضرورت نہیں تھی!"





بندر گھومتا رہا۔ وہ بہت بھوکا تھا! ہمم.... یہاں کا راستہ گرے ہوئے پھلوں سے بھرا ہوا تھا۔ بندر نے اوپر دیکھا۔ اوہ! وہ بادام کے درخت کے نیچے کھڑا تھا!

"یہ پھل چھوٹے اور نرم ہیں" اس نے اپنے آپ سے کہا۔ "یہ کھانے میں اچھے ہونے چاہیئے!" اس نے درخت پر چھلانگ لگائی اور ایک بادام توڑا۔

ایک نیلی چڑیا دیکھ رہی تھی۔ "نرم اوپری گودے سے بیوقوف نہ بنو!" اس نے سیٹی بجائی۔ "سخت خول کو توڑو اور مغز کھاؤ۔"

لیکن کیا یہ چھوٹا بندر سنے گا؟ چڑیا کو نظر انداز کرتے ہوئے، اس نے بادام کو سختی سے کاٹ لیا۔ "میرا دانت ٹوٹ گیا!" وہ چلایا۔۔

اس نے قلابازی کی اور زمین سے ٹکرایا۔



چھوٹا بندر اپنا دردناک جبڑا پکڑے ادھر ادھر بھاگتا رہا۔ ایک دم سے وہ اچانک ایک لٹکی ہوئی شاخ سے ٹکرایا۔ شاخ پکے ناشپاتی سے بھری ہوئی تھی!

بندر نے ایک ناشپاتی کاٹ کر درخت کے تنے سے ٹکرادیا۔ اس نے سخت کالے بیج نکالے اور منہ میں ڈاللییۓ۔

"ای ی ی ووو"! وہ چیخا، بیج تھوک دیا۔

نیلی چڑیا نے اڑ کر پوچھا، "کیا ناشپاتی مزیدار تھی؟"

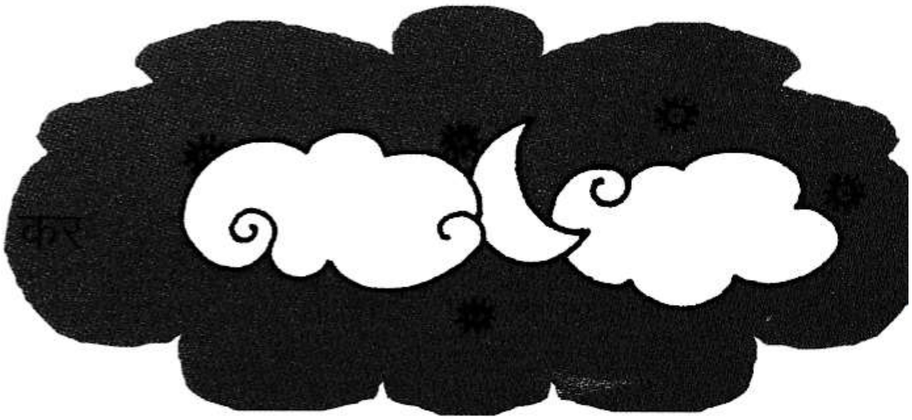
چھوٹے بندر نے اپنا گندا ناشپاتی پرندے پر پھینکا۔ "میرے لیے مزید پھل نہیں!" اس نے کہا۔

چین سے ایک کہانی



P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation
Urdu Mohammad Naseem
Artist Uma Krishnaswamy



ہم کون ہیں ؟

میں آسمان کو روشن کرتا ہوں ۔

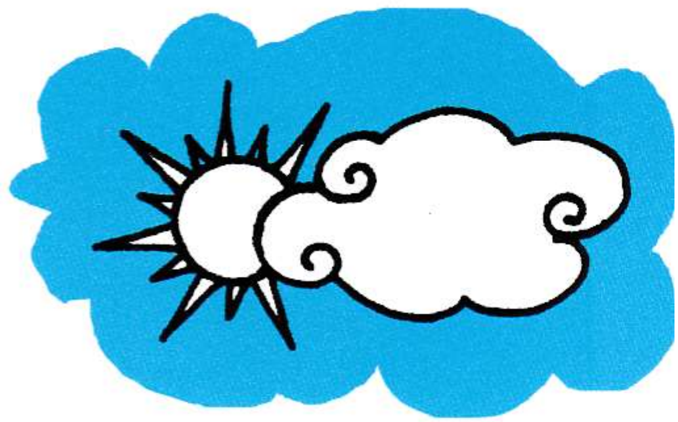
اور اپنی آنکھیں چمکائیں !

جب میں روتے ہوئے گرتا ہوں

زمین ہنسنے لگتی ہے ۔

ایک جالی پر جو انسان نے نہیں بنایا

چمیلی کے پھول کھلتے ہیں ۔



میں کبھی کبھی گول ہوں

اور بنیادی طور پر سفید

دن کی روشنی میں میں دھندلا جاتا ہوں ۔

لیکن رات میں میں طاقتور ہوں اور میں چمکدار ہوں !

میں خاموشی سے ہوامیں اٹھتا ہوں ۔

میں ہوامیں تیرتا ہوں ، اونچا اور سفید اور ساکن

کبھی کبھی میں کالا ہو جاتا ہوں ، اور پھر مجھے بھاری پن محسوس ہوتا ہے ۔

میں گڑگڑاتا ہوں اور گرجتا ہوں اور میں واپس نیچے ڈوب جاتا ہوں ۔



یہ رنگین کمان

پہونچ سے دور بہت اونچائی پر ہے!

زندہ چیزوں کو ہوا کی ضرورت ہوتی ہے- اور مجھے بھی!

زندہ چیزوں کو کھانے کی ضرورت ہوتی ہے- اور مجھے بھی!

زندہ چیزوں کو پانی کی ضرورت ہے- لیکن مجھے نہیں!

اگر تم مجھے پانی دو گے تو میں مر جاؤں گا!

ایک خوبصورت، چوڑی چھت ہے

میرے سر سے اونچا

لیکن جب میں قریب آتا ہوں

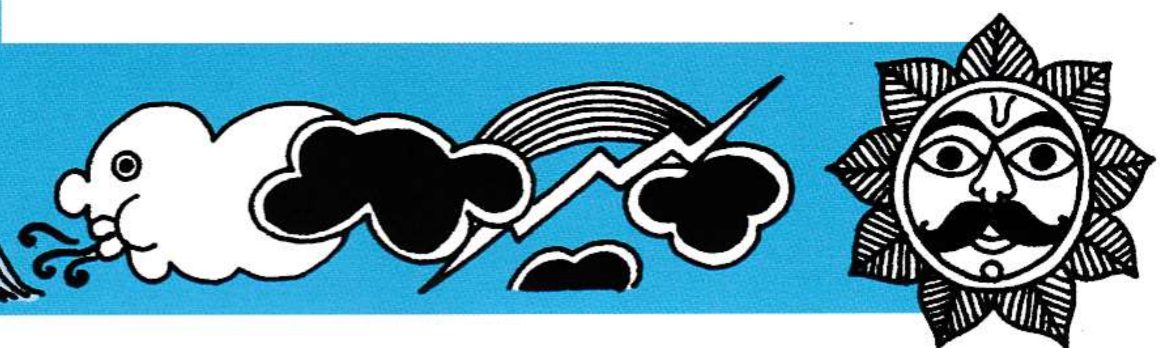
یہ دور ہو جاتی ہے!

اس کے بغیر بارش نہیں برسے گی۔

اس کے بغیر فصلیں اونچی نہیں ہوں گی۔

اس کے بغیر زمین کبھی نہیں سدھرے گی۔

اس کے بغیر، نیند کبھی ختم نہیں ہوتی!





گھومنا اور دوڑنا
یہ اچھلتا اور کھیلتا ہے۔
اور ایک سوراخ دیکھکر
یہ اچھلتا ہے!

ٹانگوں کے بغیر یہ گھومتا ہے۔
ہاتھوں کے بغیر چھوتا ہے۔
جسم کے بغیر یہ کھیلتا ہے۔
زندگی کے بغیر یہ ایک جگہ میں داخل ہوتا ہے۔
اور چلا جاتا ہے۔

اوہ! اس غریب آدمی کا بستر:
کوئی بھی اسے صبح نہیں لپیٹے گا!

ہمیشہ حرکت میں رہتے ہیں، کبھی آرام نہیں کرتے
لاکھوں مصروف زندگیوں کو اپنے وسیع پیٹ میں تھامے ہوئے ہے۔
میں کسی بھی بھاری چیز کو جلدی گھونٹ لیتا ہوں۔
سوائے لکڑی کی چیزوں کے، جسے میں نہیں کھاتا۔

آگ، زمین، ہوا، پانی، آسمان، سورج، سمندر،
چاند، ستارے، بارش، بادل، رینبو، بجلی

ایک تنگ چست غلاف کی طرح
میں آپ کا ہر حصہ ڈھک لیتا ہوں ۔
مجھے گرمیوں میں پسینہ آتا ہے ۔
اور سردیوں میں کانپتا ہوں ۔

ایک لمبی چوٹی
دونوں طرف نیچے ڈھلان

وہ بہنیں ہیں ۔
وہ پڑوسی ہیں ۔
وہ مل کر کام کرتے ہیں ۔
لیکن وہ کبھی نہیں ملتے

میں ہر لفظ سنتا ہوں ۔
لیکن جو کچھ میں نے سنا وہ کبھی نہ بتانا

میں ہر آنے والے کو خوش آمدید کہتا ہوں ۔
گرمجوشی اور دوستی کے ساتھ
لیکن میں یہاں اپنے ہوادار کمرے میں رہتا ہوں ۔
اور میرا گھر کبھی نہ چھوڑنا

زبان ، ناک ، آنکھیں ، کان ، جلد

© Katha Jharna 2008

P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation
Urdu Mohammad Naseem
Artist Uma Krishnaswamy

چوہوں کا جلوس

ایک چالاک بلی نے ایک بار چوہوں کو آسانی سے پکڑنے کا منصوبہ بنایا۔

اس نے ایک میٹنگ بلائی اور چوہوں سے کہا، "دوستو! برسوں تک میں نے تمہارا شکار کیا اور تمہارا پیچھا کیا اور تمہیں کوئی سکون نہیں دیا۔ لیکن اب ہم جنگ بندی کا مطالبہ کریں، کیا ہم مل جل کر ہم آہنگی سے رہنے کی کوشش کریں؟"

چوہے بہت حیران ہوئے۔

بلی نے بات جاری رکھی، "میں صرف اتنا پوچھتی ہوں کہ ہر صبح اور ہر شام تمہاری طرف میری ہمدردی کو تم تسلیم کرو۔ دن میں دو بار، تم سب میرے آگے چلو، جھک جاؤ اور آگے بڑھو۔ بس اتنا ہی! "

اب تمام چوہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ انہیں کچھ شک نہیں تھا!

کیا آپ بلی کے منصوبے کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟ یہ ایک تخت پر بیٹھتا اور ایک ایک کر کے چوہے اس کے سامنے جھک کر گزر جاتے۔ لیکن لائن میں جو آخری چوہا ہوگا، وہ چوہا بلی کا کھانا ہوگا!



کئی دنوں تک منصوبہ آسانی سے چلتا رہا۔ زیادہ تر چوہوں کو یہ احساس نہیں تھا کہ کچھ غلط ہو رہا ہے۔

لیکن چوہوں میں دو ہوشیار دوست تھے - امبے اور رامبے۔ ان دونوں نے دیکھا کہ ہر روز کم اور کمتر چوہے قطار میں کھڑے ہوتے تھے۔ کالونی سکڑ گئی تھی!

امبے اور رامبے کو فوراً بلی پر شک ہوا۔ اپنے سروں کو جوڑ کر، وہ اپنا ایک منصوبہ لے کر آئے۔

اگلی صبح، امبے سب سے پہلے لائن میں کھڑا ہوا اور پکارا، "رامبے، تم کہاں ہو؟" رامبے آخری قطار میں کھڑا تھا۔ اس نے جواب دیا، "میں یہیں ہوں!



لکیر آگے بڑھنے پر وہ ایک دوسرے کا نام پکارتے رہے۔ اور انھوں نے شام کو بھی یہی کیا، سامنے رامبے اور لائن کے آخر میں امبے کے ساتھ۔۔

بلی غصے میں تھی۔ یہ زندگی کے اس نئے انداز سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ ہر روز، دن میں دو بار، ایک لذیذ کھانا پکڑے جانے کے لیے چل کر آتے تھے۔ یہ ایک بہترین انتظام تھا!



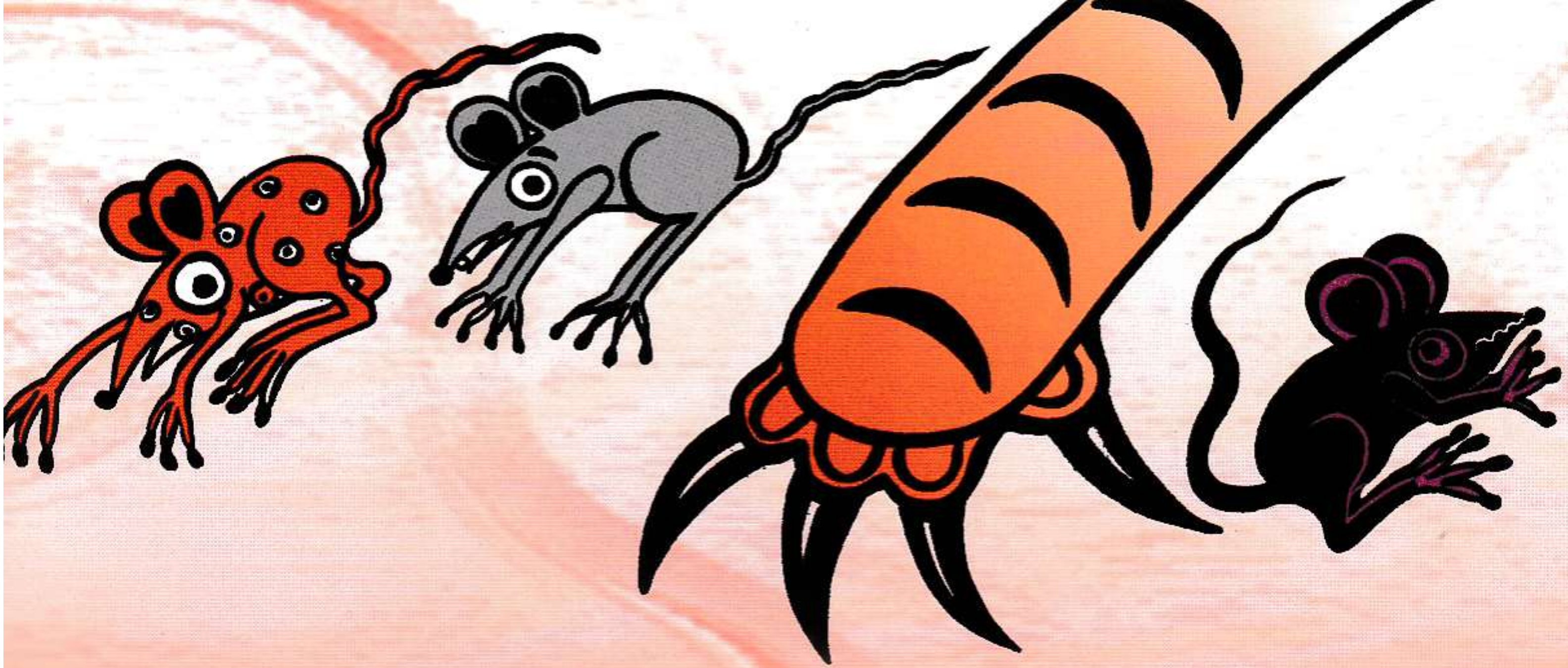
لیکن اب کیا؟ اگر بلی صبح کو رمبے کو پکڑ کر کھا لے یا شام کو امبے کو پکڑ لے تو اس کی چال معلوم ہو جائے گی۔

اس دن بلی بھوکی رہی۔ رات پلک جھپکائے بغیر گزری!

لیکن صبح کی روشنی نئی امید لے کر آئی۔ "کل جو ہوا وہ بہت غیر معمولی تھا،" بلی نے اپنے آپ سے کہا۔ "اب میں آخری چوہے کو ضرور پکڑوں گی۔" اور خوشی خوشی اپنے تخت پر بیٹھ گئی۔

لیکن اس صبح بھی امبے اور رمبے نے جلوس کے دوران ایک دوسرے کو پکارا۔ اور انہوں نے شام کو ایسا ہی کیا۔

بلی کے لیے ایک اور بے خوابی رات! وہ غصے سے چیخی۔ "مجھے مات کریں گے، کیا وہ؟ میں انہیں دکھاؤں گی! "



اس رات امبے اور رمبے نے اپنے تمام دوستوں کو چوکنا رہنے کو خبردار کیا۔ "اگر آپ بلی کی آنکھوں میں کوئی تبدیلی محسوس کرتے ہیں، تو جتنی جلدی ہو سکے بھاگ جائیں۔"




اگلے دن، جب امبے چلایا، "رامبے، تم کہاں ہو؟" بلی جھپٹی!

لیکن کیا چوہے اس کے لیے تیار نہیں تھے؟ بجلی کی رفتار سے وہ غائب ہو گئے!

تبت سے ایک کہانی



P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

Urdui Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

خالی برتن

چھوٹا پنگ ایک شوقین باغبان تھا۔ اس نے جو کچھ لگایا وہ سر سبز و شاداب ہوگیا۔ اس کے پھول ہمیشہ شاندار کھلتے تھیے۔

اس ملک کا بادشاہ بھی باغ کا عاشق تھا۔ اس کے پھولوں کے کھیت اسکے لیئے فخر اور خوشی کے باعث تھے۔ کسی اور ملک کی ہوا اتنی میٹھی نہیں تھی!

ایک دن بادشاہ نے اپنے سب سے قابل اعتماد وزیر سے کہا، "میرے لیے وارث کا انتخاب کرنے کا وقت آگیا ہے، برائے مہربانی مملکت کے بچوں کو محل میں مدعو کریں۔"



جب سب جمع ہو گیئے تو بادشاہ نے ان سے شفقت سے خطاب کیا۔ "پیارے بچو،" انہوں نے کہا۔ "آج تم میں سے ہر ایک کو پھولوں کے بیج ملیں گے۔ جو ان بیجوں سے سب سے خوبصورت پھول اگائے گا وہ میرا وارث ہوگا اور میرے بعد میری بادشاہی پر حکمرانی کرے گا۔"

ہر ایک بچہ بادشاہ سے بیج ملنے پر بہت جوش و خروش تھا۔

چھوٹا پنگ جلدی سے گھر پہنچا اور ایک برتن میں بادشاہ کے بیج بوئے۔ وہ روزانہ بیجوں کو پانی دیتا اور ان کے اگنے کا بیچینی سے انتظار کرتا۔

ایک ہفتہ گزر گیا اور کوئی پودا نہیں نکلا! پنگ نے مٹی بدل دی اور انتظار کیا۔ اس نے ایک بڑے برتن میں بیج ڈالے اور انتظار کرنے لگا۔ لیکن بیج نہیں اُگے۔

مقررہ دن پر بادشاہی کی تمام سڑکیں نشیب و فراز سے بھری ہوئی تھیں۔ خوشبوؤں کا ایک مسحور کن مرکب ہوا کو مہکا رہا تھا۔



پنگ کھڑکی کے پاس بیٹھا اور بچوں کے خوش کن ہجوم کو دیکھتا رہا۔ اس کا دل ٹوٹ رہا تھا۔



" باقی تمام بچے بادشاہ کے بیجوں سے پودے اگانے کے قابل تھے۔ صرف میں ناکام رہا" اس نے سوچا۔ "ہر کوئی میرے خالی برتن کو دیکھے گا اور مجھ پر ہنسے گا۔" اس نے محل نہ جانے کا فیصلہ کیا۔



لیکن پنگ کے والد نے اس کی حوصلہ افزائی کی ۔ "آپ نے اپنی پوری کوشش کی" اس نے اصرار کیا ۔ "بس اتنا ہی اہم ہے ! "

دریں اثنا، محل میں، بادشاہ بچوں کی قطاروں کے پاس سے گزر رہا تھا اور ان کے پودوں کا جائزہ لے رہا تھا. وہ ہر بچے کو دیکھ کر نرمی سے مسکرایا لیکن کسی پر نہیں رکا۔

جب پنگ بھاگتا ہوا آیا تو بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تم میرے لیے خالی برتن کیوں لائے ہو؟

پنگ رونے لگا۔ اس نے کہا، "میں نے جو بیج آپ نے مجھے دئیے تھے، اچھی زمین میں بویا، میں نے انہیں ہر روز پانی پلایا، لیکن وہ نہ اگے ۔ میں نے مٹی بدل دی، میں نے برتن بھی بدلا، لیکن بیج نہیں پھوٹے ۔ "





بادشاہ خوش ہوا! اس نے پنگ کو دیکھا اور پھر امید مند بچوں پر مسکرایا۔ "آپ کے پھول خوبصورت ہیں!" انہوں نے کہا. "لیکن وہ بیجوں سے نہیں اگے جو میں نے تمہیں دیا تھا۔ وہ بیج ابلے ہوئے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی نہیں اگ سکتا تھا! "



بادشاہ واپس پنگ کی طرف مڑا۔ "خالی برتن لے کر میرے پاس آنے کے لیے میں آپ کی تعریف کرتا ہوں!" انہوں نے کہا.

پھر اس نے سب کے سامنے اعلان کیا، "یہ ایماندار پنگ تمہارا اگلا بادشاہ ہوگا۔ "

چین سے ایک کہانی

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

Urdu Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Artist S. P. Raju

درزی اور چاند



ایک دفعہ کسی گاؤں میں درزی کی چھوٹی سی دکان تھی۔ وہ ایک سادہ آدمی تھا جس نے اپنے فن پر بہت محنت کی۔ اس کے بنائے ہوئے کپڑے اپنی گرمجوشی اور خوبصورتی کے لیے مشہور تھے۔

ایک دن درزی نے اپنی دکان جلدی بند کر دی۔ اپنا کوٹ اپنے ارد گرد گھسیٹتے ہوئے وہ شام کی ٹھنڈی ہوا میں نکل گیا۔ یک دم اسے ایک نرم آواز سنائی دی۔

"مجھے بہت سردی لگ رہی ہے،" آواز نے کہا، "اور مجھے ایک طویل سفر پر جانا ہے۔ کیا آپ میرے لیے کوٹ سلائی کریں گے؟"



درزی نے ادھر ادھر دیکھا۔ جہاں تک وہ دیکھ سکتا تھا، سڑک خالی تھی۔

"اوپر دیکھو" آواز نے کہا۔ "میں حاضر ہوں۔" وہ کوئی اور نہیں بلکہ ہلال کا چاند تھا!

درزی نے چاند کی طرف دیکھا۔ یہ آسمان میں اونچا تھا اور کافی چھوٹا لگ رہا تھا۔

"اوہ! بیچارے سردی توسب کو جھنجھوڑ رہی ہے،" اس نے سوچا۔ لہذا، اس نے اسے ایک اچھا گرم کوٹ سلائی کرنے پر اتفاق کیا۔

اگلی صبح، درزی نے خالص ریشم کی کچھ کترن اکٹھی کیں اور ہلال کے ٹکڑے کاٹ ڈالے۔ تین دن میں اس نے کوٹ مکمل کرلیا تھا۔ یہ ڈیزائن میں سفید اور سادہ تھا لیکن موٹی اندرونی استر کے ساتھ۔۔

چاند بہت خوش تھا۔ اس نے بیتابی سے کوٹ لیا اور اسے پہننے کی کوشش کی۔ لیکن کوٹ بہت چھوٹا تھا!

"تم نے میری پیمائش نہیں کی" چاند نے ڈانٹا۔ "اس لیئے یہ کوٹ بہت چھوٹا ہے۔"

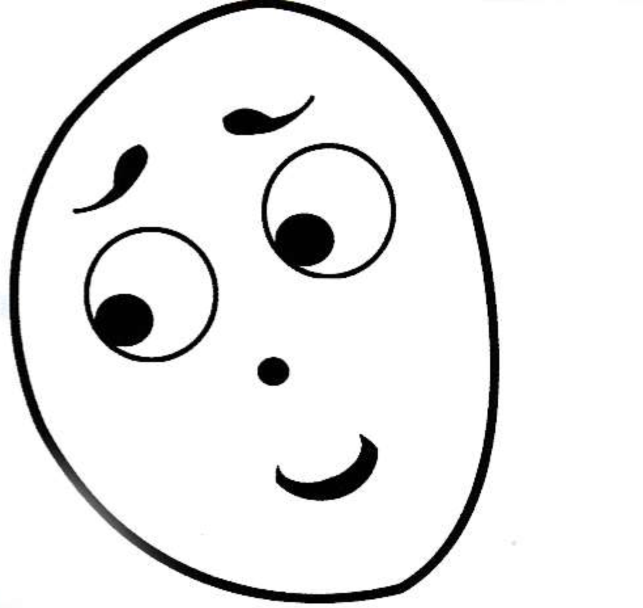
ایک عقاب نے مدد کی پیشکش کی۔ "مجھے اپنا ماپنے والا ٹیپ دو، درزی،" اس نے کہا۔ "میں چاند کی پیمائش کروں گا!"

عقاب چاند کے گرد اڑ گیا۔ اس نے واپس آکر درزی کو پیمائش سنائی۔ درزی نے ایک نیا، اچھی طرح سے فٹ ہونے والا کوٹ بنانے کا وعدہ کیا۔

یہ تہوار کا موسم درزی کے لیئے مصروف وقت تھا۔ اسے کوٹ بنانے میں پورا ایک ہفتہ لگا! اس نے اسے باریک کاتا ہوا، کریمی اون سے ٹانکا۔ پھر اس نے کالر اور آستینوں میں چاندی کے دھاگے کا کام شامل کیا۔ کوٹ واقعی خوبصورت تھا!



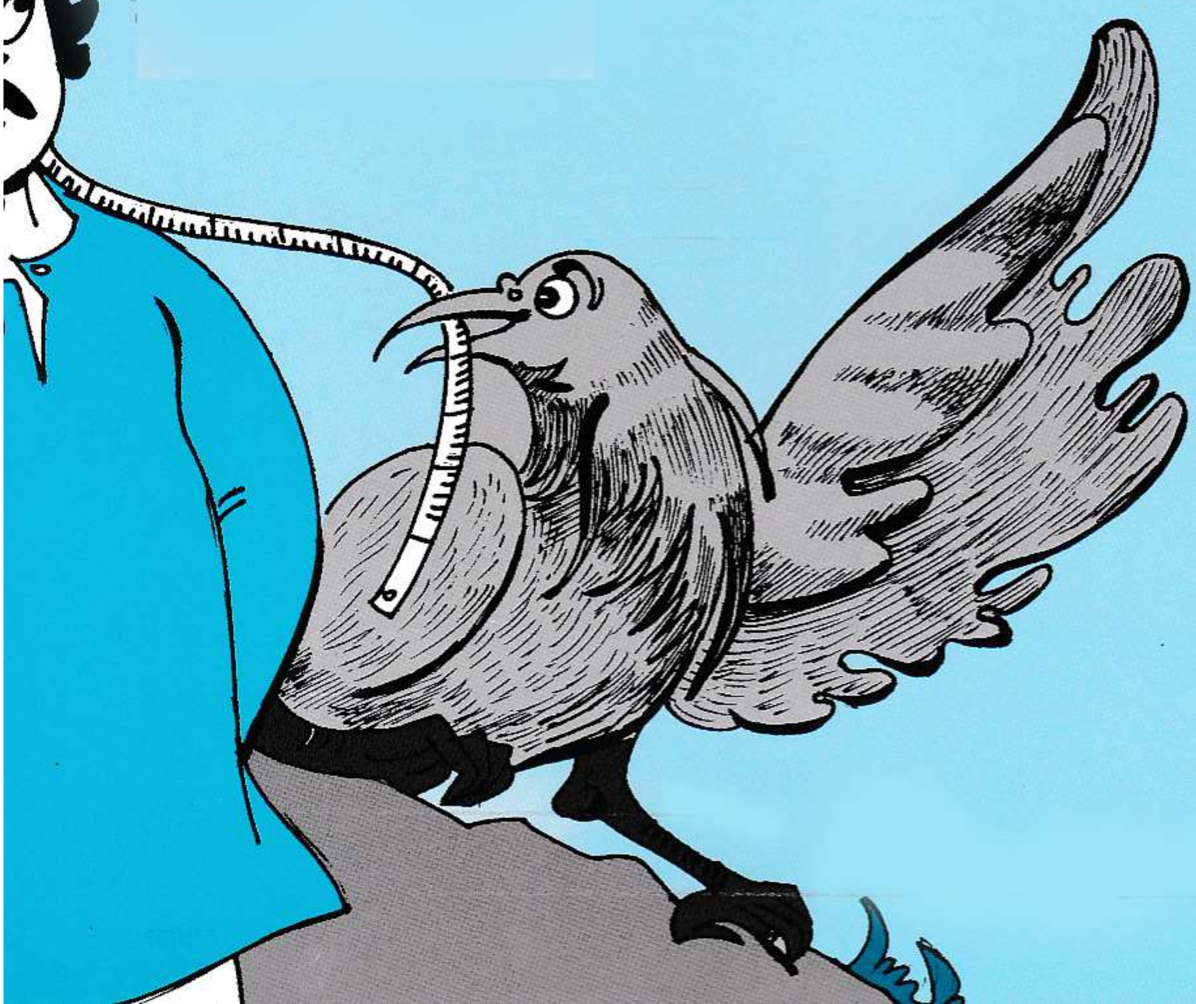
چاند نے ایک نظر نازک کڑھائی پر ڈالی اور چیخ کر بولا، "شاباش، درزی!" لیکن وہ کوٹ میں فٹ نہیں ہو سکا!



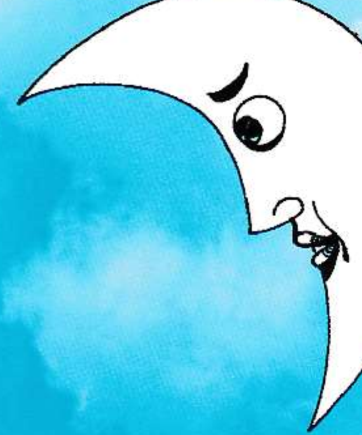
اب غصہ کرنے کی باری درزی کی تھی۔ "دیکھو تم کتنے موٹے ہو گئے ہو!" انہوں نے کہا. "یہ کوٹ آپ کو کبھی فٹ نہیں آئے گا! "

"برائے مہربانی،" چاند نے کہا۔ "صرف ایک اور بنائیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ آخری ہو گا۔ "

درزی مان گیا۔ "ہاں، یہ آخری ہو گا!" اور وہ یہ کہہ کر چلا گیا، "مجھے امید ہے کہ تم اب بھی موٹے نہیں ہو گے۔ "



اس بار اس نے ٹکڑوں اور کپڑے کے ٹکڑے اکٹھے کیئے اور ایک بہت بڑے اوور کوٹ کی سلائی کی۔ یہ تقریباً بالکل گول تھا، جس میں گھونگھریالے سفید دھاگے ہر طرف خوشی سے لہرا رہے تھے۔ چاندی کے بکسوں نے اسے بند کر رکھا تھا۔ کوٹ شاندار تھا!



درزی نے چاند کو دے دیا۔ لیکن کیا چاند گول تھا؟

"یہ بڑی چیز مجھے سردی سے کیسے بچائے گی؟" وہ بڑبڑایا، بنا باریک ڈیزائن کو دیکھے ہوئے۔ کوٹ اس کے گرد ڈھیلے سے لٹکا ہوا تھا۔

میں واقعی نہیں جانتا!" درزی بولا



اس کے بعد سے خوبصورت پورے چاند کا نظارہ، جو ہمارے دلوں کو بلند کرتا ہے، اسے کوئی خوشی نہیں دیتا۔

"مجھے امید ہے کہ میں اس بدلے ہوئے چاند جیسا دوسرا گاہک کبھی نہیں دیکھوں گا!" وہ خود سے بڑبڑاتا ہے۔

نرو پما راگھون کی کہانی پر منحصر

P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation
Urdu Mohammad Naseem
Artist S. P. Raju

جادوئی آم

بہت پہلے ایک جنگل میں آم کا ایک لمبا درخت اگ آیا۔ ایک دن تیز ہوا نے درخت کو ہلا کر رکھ دیا۔ ایک پکا ہوا آم زمین پر گر گیا۔ یہ کوئی عام آم نہیں تھا : یہ ایک جادوئی آم تھا!

جادوئی آم کو بہت خوشی محسوس ہوئی۔ اب یہ آزادانہ گھوم پھر سکتا تھا اور دنیا کو دیکھ سکتا تھا۔

یہ جنگل سے باہر ایک کھیت میں لپکا۔ یہ لڑھکتا رہا یہاں تک کہ ایک بکری سے ملاقات ہوئی۔

بکری بیخوابی میں چر رہی تھی۔ لیکن پھر اس نے جادوئی آم کو دیکھا۔ "رکو!" وہ ممیائی۔" میں تمہیں کھانا چاہتی ہوں!"



لیکن جادوئی آم ہنس پڑا۔ اس نے گایا،

میں ایک جادوئی آم ہوں۔

مجھے کوئی نہیں پکڑ سکتا

میں لڑھکتا ہوں، میں گھومتا ہوں۔

میں ہوا سے تیز ہوں!

مجھے دیکھو- میں آزاد ہوں!



جادوئی آم تیزی سے لڑھکنے لگا۔ بکری پیچھے بھاگتی ہوئی آئی۔

گاؤں کا ایک لڑکا پتنگ اڑا رہا تھا۔ اس نے جادوئی آم کو ساتھ لڑھکتے دیکھا۔ "رکو!" اس نے حکم دیا. "میں تمہیں کھانا چاہتا ہوں! "

آم پھر ہنسا اور گایا

میں ایک جادوئی آم ہوں۔

مجھے کوئی نہیں پکڑ سکتا

میں لڑھکتا ہوں، میں گھومتا ہوں۔

میں ہوا سے تیز ہوں!

مجھے دیکھو- میں آزاد ہوں!

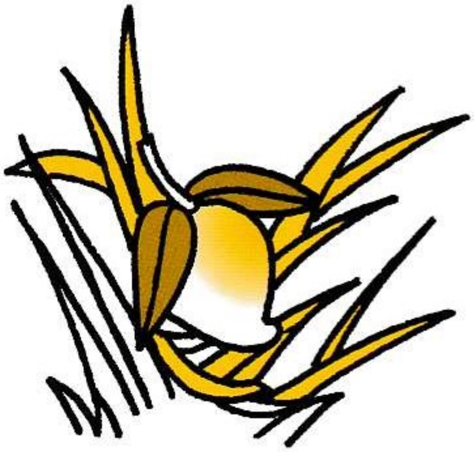
آم تیزی سے چلا گیا۔



بکری اور لڑکا قریب سے پیچھا کرنے لگے۔

ایک باغ میں چند لڑکیاں کھیل رہی تھیں۔ انھوں نے آم کو دیکھا اور پکارا، "رک جاؤ! ہم تمھیں کھانا چاہتے ہیں!" وہ بھی جادوئی آم کے پیچھے بھاگنے لگے۔

جادوئی آم نے اپنی رفتار دوگنی کر دی۔ اب یہ بچوں سے بہت آگے تھا۔ بکری بھی اس کے ساتھ رفتار نہ رکھ سکی!



آم نے گایا،

میں ایک جادوئی آم ہوں۔

مجھے کوئی نہیں پکڑ سکتا

میں لڑھکتا ہوں، میں گھومتا ہوں۔

میں ہوا سے تیز ہوں!

مجھے دیکھو- میں آزاد ہوں!

آگے آگے وہ لڑھکتا گیا۔ اور بکری، لڑکا اور لڑکیاں بھی آگئیں۔ لیکن آم ان کے لیئے بہت تیز تھا! جلد ہی اس نے انہیں بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ جادوئی آم نے کھیتوں اور، باغات اور سایہ دار جھاڑیوں کو عبور کیا، اور پھر بھی وہ لڑھکتا رہا۔

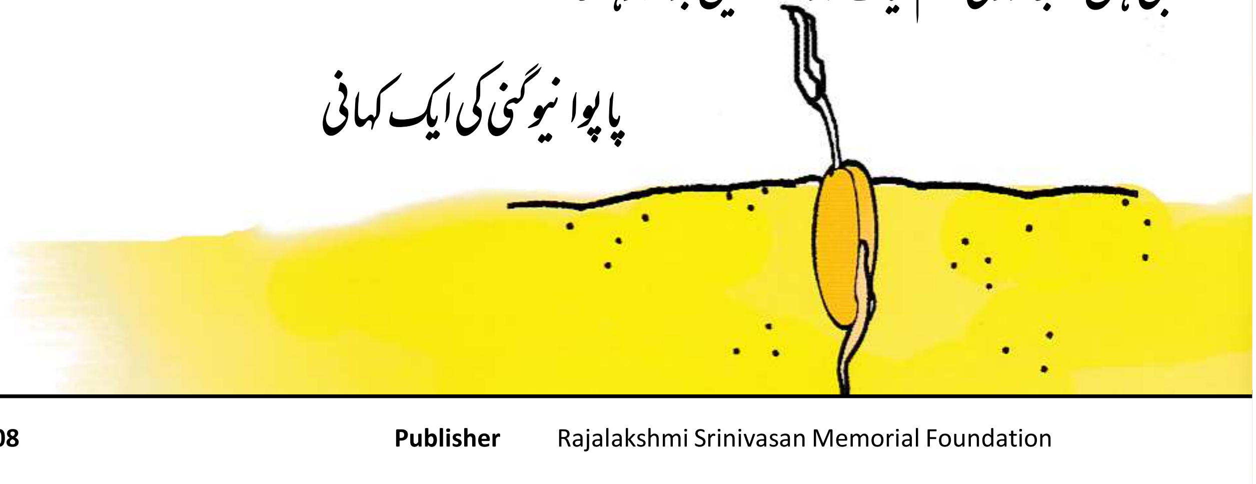
اچانک اسے شدید تھکاوٹ کا احساس ہوا۔ اس نے خود کو کچھ اونچی گھاس میں چھپا لیا اور گہری نیند میں سو گیا۔

یہ بہت دیر تک سوتا رہا- کئی مہینوں تک! ایک دن اسے اپنی جلد پر سورج کی شعاعوں کا احساس ہوا۔

ایسا محسوس ہوا کہ وہ بدل گیا ہے.... یہ پھوٹ رہا ہے....

جی ہاں! جادوئی آم ایک درخت میں بڑھ رہا تھا!

پاپوا نیو گنی کی ایک کہانی

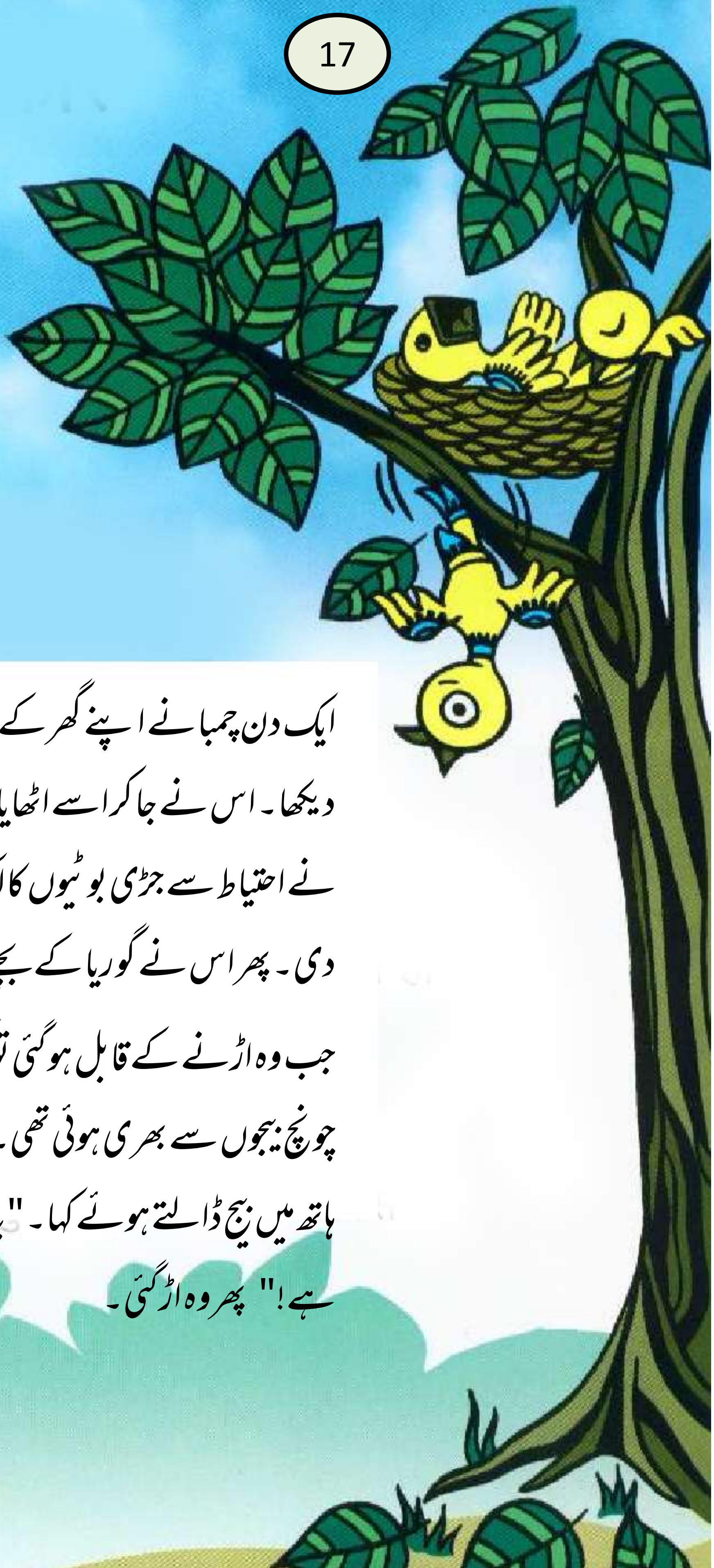


P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation
Urdu Mohammad Naseem
Artist Uma Krishnaswamy

چڑیا کا تحفہ

تسی رنگ اور چمبا پڑوسی تھے۔ لیکن وہ بالکل ایک جیسے نہیں تھے۔ تسی رنگ سخت دل اور دوسروں سے حسد کرنے والا تھا۔ چمبا مہربان تھا، اور وہ کسی بھی ضرورت مند کی اور اپنا ہاتھ بڑھاتا تھا۔



ایک دن چمبا نے اپنے گھر کے قریب ایک درخت سے گوریا کے بچہ کو گرتے دیکھا۔ اس نے جا کر اسے اٹھایا۔ بیچاری گوریا! اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی! چمبا نے احتیاط سے جڑی بوٹیوں کا ایک ملحم چوٹ پر رگڑ کر ٹانگ کے گرد پٹی باندھ دی۔ پھر اس نے گوریا کے بچے کو دوبارہ گھونسلے میں ڈال دیا۔

جب وہ اڑنے کے قابل ہو گئی تو گوریا آئی اور چمبا کے کندھے پر بیٹھ گئی۔ اس کی چونچ بیجوں سے بھری ہوئی تھی۔ "تم نے میری جان بچائی،" اس نے چمبا کے ہاتھ میں بیج ڈالتے ہوئے کہا۔ "یہ بیج لے لو اور لگاؤ۔ انتظار کرو اور دیکھو کیا ہوتا ہے!" پھر وہ اڑ گئی۔

چم بانے بیج بویا۔ جلد ہی اس کے پاس مکئی کی صحت مند فصل تھی۔ پودے لمبے اور سنہرے ہو گئے۔ ایک دن وہ باغ میں آیا اور ایک حیرت انگیز نظارہ دیکھا! گٹھلیوں کے پکنے کے بجائے ان پر قیمتی پتھر چمک رہے تھے۔ یہ ایک معجزہ تھا! چمبا نے جواہرات اٹھائے اور بازار لے گیا۔ وہ ایک امیر آدمی کے گھر آیا!

اب ہمارے چمبا نے اپنے خاندان کے لیے ایک بڑا بنگلہ بنایا اور اپنے آپ کو غریبوں کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ وہ بہت خوش تھا!

اس درمیان، تسی رنگ چم-با کی زندگی میں آنے والی تبدیلیوں کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ "وہ آدمی اتنا امیر کیسے ہو گیا؟" اس نے تعجب کیا۔ وہ معلوم کرنے چلا گیا۔ چم-با نے خوشی سے گوریا کے بچے کے گھونسلے سے گرنے اور اس کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے بارے میں تسی رنگ کو بتایا۔





پھر اس نے اسے اس کے بیج کے تحفے کے بارے میں بتایا۔ اس نے بنا چھپائے ہوئے ساری کہانی سنائی۔ تسی رنگ یہ سوچ کر گھر چلا گیا، "کیوں نہ میں چمبا کی طرح امیر ہو جاؤں؟" اس نے اپنے لیئے کچھ قیمتی پتھر لینے کا فیصلہ کیا!

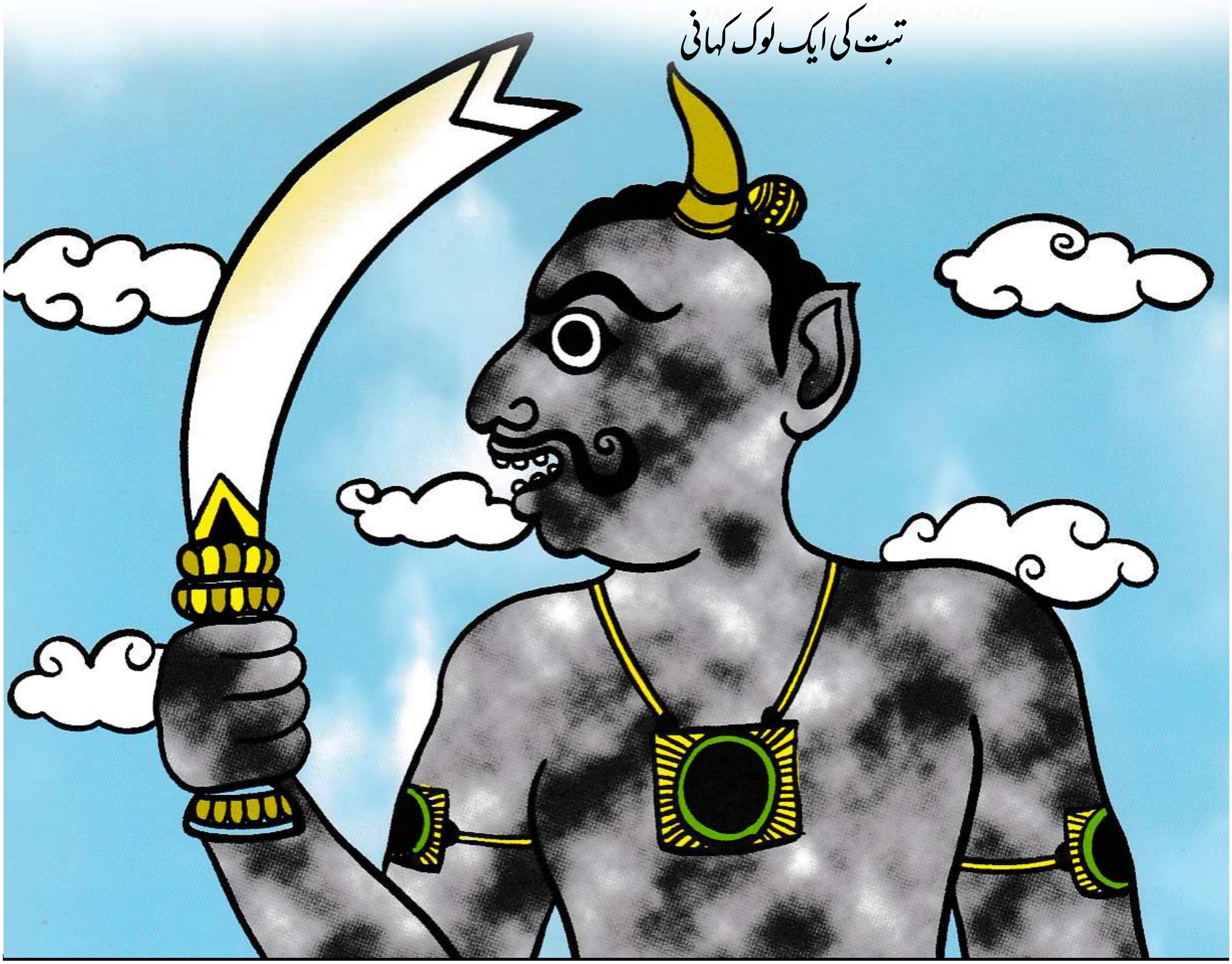
تسی رنگ نے درختوں میں دیکھا یہاں تک کہ اسے ایک گوریا کا گھونسلا مل گیا۔ اس نے گھونسلہ اس وقت تک کھینچا اور آگے بڑھایا جب تک کہ ایک گوریا کا بچہ باہر نہ گرا۔ اس نے گوریا کو اٹھایا، اس کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر کچھ ملحم لگایا اور اس پر پٹی باندھ دی۔ پھر اس نے چڑیا کو دوبارہ گھونسلے میں ڈال دیا۔

تھوڑی دیر بعد گوریا آئی اور اس کے ہاتھ میں کچھ بیج ڈال کر کہنے لگی، "ان کو لگاؤ اور دیکھو کیا ہوتا ہے!"

تسی رنگ نے بیج بویا۔ جلد ہی اس کے پاس مکئی کی فصل تھی۔ ہر روز وہ جواہرات کے لیئے بھٹے کا معائنہ کرتا تھا۔

ایک دن وہ میدان میں آیا اور اسے خوفناک جھٹکا لگا! مکئی کی جگہ ایک ہولناک نظر آنے والا دیو اسے دیکھتا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ میں ایک بڑی تلوار تھی!

تسی رنگ جتنی تیزی سے ہو سکا اپنے گھر کی طرف بھاگا۔ دیو نے اس کا پیچھا کیا۔ اس نے تسی رنگ کے تمام زیورات اور اس کی ساری نقدی چھین لی اور پھر، تیزی سے، وہ پتلی ہوا میں غائب ہو گیا!

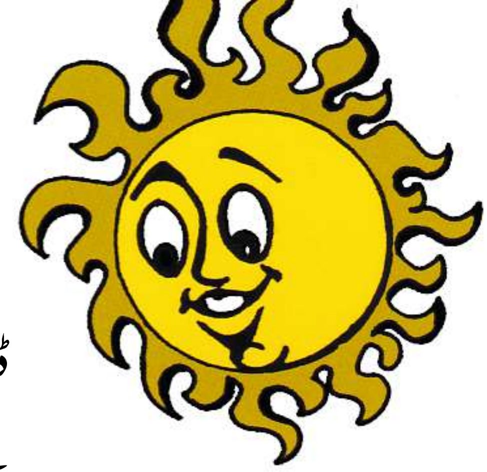


© Katha Jharna 2008

P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation
Urdu Mohammad Naseem
Artist Uma Krishnaswamy

فرض شناس ڈوفی



ڈوفی اکثر اپنی آنٹی سے ملنے جاتا تھا۔ وہ اس کے ساتھ مہربان تھی، اور اس نے اسے اپنے گھر کا کام کرتے ہوئے کھیلنے دیتی تھی۔ جب دورہ ختم ہو جاتا، تو وہ ہمیشہ کچھ سامان باندھ کر اسے گھر لے جانے کے لئے دیتی۔



ایک دن، ڈوفی کی خالہ نے اسے ایک بڑا چاکلیٹ کیک دیا۔ اس نے ڈوفی سے کہا کہ اسے مضبوطی سے پکڑے اور اسے گرنے نہ دے۔ ڈوفی نے گھر واپس جاتے وقت کیک کو اپنے ہاتھوں کے درمیان مسل دیا۔ اوہ، نہیں! جب وہ وہاں پہنچا تو کیک پاؤڈر کی طرح ہو گیا تھا۔

"کیا ہم اس طرح کیک لے جاتے ہیں، ڈوفی؟" اسکی ماں نے گھورا. "آپ کو اسے پتوں سے لپیٹ کر اپنی ٹوپی کے نیچے رکھنا چاہیئے تھا۔"

ایک ہفتے بعد ڈوفی کی خالہ نے اسے مکھن کا ایک بڑا مکعب دیا۔ اس نے اسے احتیاط سے پتوں سے لپیٹ کر اپنی ٹوپی کے نیچے رکھ دیا۔ پھر وہ چلنے لگا۔



اوہ! یہ ایک گرم دن تھا! ڈوفی کے گھر پہنچنے تک اس کے چہرہ پر مکھن پھیل گیا تھا۔ مکھن اس کے قمیض پر بھی ٹپک رہا تھا! ٹپ، ٹپ، ٹپ۔ کیا گڑبڑ ہے!

ڈوفی کی ماں اسے دیکھ کر کافی چونک گئ۔ "اچھا، ڈوفی!" اس نے کہا. "یہ مکھن لے جانے کا طریقہ نہیں ہے! تمہیں پہلے اسے ٹھنڈے پانی میں ڈالنا چاہیے تھا۔"

اگلے ہفتے، ڈوفی کی خالہ نے اسے ایک پیارا سا ننھا پلّا دیا۔ ڈوفی نے اسے ٹھنڈے پانی کے برتن میں ڈال دیا۔ وہ چلّاتا رہا اور گھر تک کانپتا رہا!

"تم نے کیا کیا ہے؟" ڈوفی کی ماں نے پوچھا۔ "بیچارہ پلّا ٹھنڈ سے کانپ رہا ہے! تمہیں اس کے گلے میں رسی باندھ کر ساتھ کھینچ کرلانا چاہیئے تھا۔"

اس کے اگلے دورے کے اختتام پر، ڈوفی کی پیاری آنٹی نے اسے تازہ پکی ہوئی روٹی پیک کر کے دیا۔ "میں اسے کیسے لے جاؤں؟" ڈوفی کو حیرت ہوئی۔ "اوہ، ہاں! رسی!" اور اس نے احتیاط سے ایک رسی کے ایک سرے کو روٹی کے گرد باندھا اور اسے سڑک پر اپنے پیچھے گھسیٹنے لگا!

اس کی ماں تقریباً بیہوش ہو گئی جب اس نے روٹی کو گھسیٹتے ہوئے دیکھا۔ لیکن اس بار اس نے اپنے ڈوفی کو نہیں ڈانٹا۔ اس کے بجائے، اس نے اس سے کہا، "آپ کی پیاری آنٹی نے ہمارے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے! لیکن ہم ابھی ان سے ملنے کو روک دیں گے۔ ہم چھٹیوں کے دوران اس سے ملنے جا سکتے ہیں۔ اور ہم اس کے لیئے بہت سے شاندار تحائف لائیں گے! "



اس کے بعد حالات پر سکون ہو گئے۔ لیکن ڈوفی جیسے بیٹے کے ساتھ، خاموشی دیر تک نہیں رہتی!

ایک دن، ڈوفی کی ماں کو ایک بیمار کزن کے پاس جانا پڑا۔ گھر سے نکلتے ہی اس نے کہا، "ڈوفی، میں نے کچھ کرارا بریڈ خشک کرنے کے لیئے رکھی ہیں۔ اس لیئے احتیاط سے قدم بڑھاؤ۔"

تھوڑی دیر بعد ڈوفی پیلے گولوں کو دیکھنے گیا۔ ماں نے کیا کہا؟ آہ، ہاں: "احتیاط سے قدم بڑھاؤ!" تو اس نے ہر ایک پر احتیاط سے قدم رکھا!

ایک یورپی کہانی پر منحصر



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist S. P. Raju

ٹونٹونی۔



ٹونٹونی، ایک درزی چڑیا، شاہی باغ میں جامن کھا رہی تھی۔ اووچ! اس کی گردن میں کانٹا پھنس گیا!

روتے اور سسکتے ہوئے، ٹونٹونی محل کے حجام کے پاس اڑکر گئی اور اسے باہر نکالنے کو کہا۔

لیکن، "میں بادشاہ کا حجام ہوں!" انہوں نے کہا. "چھوٹی چڑیا، میں تمہاری مدد نہیں کروں گا! چلے جاؤ! "

ٹونٹونی اڑکر بادشاہ کے پاس گئی۔ "ٹونٹونی بہت درد میں ہے!" اس نے کہا.

"لیکن حجام میری مدد نہیں کرے گا! پلیز اسے سزا دو!"

بادشاہ بس ہنس پڑا۔

ٹونٹونی چوہا کے پاس اڑکر گیا اور زور سے کہا،

اے چوہے! ٹونٹونی بہت تکلیف میں ہے۔ لیکن حجام میری مدد نہیں کرے گا!

بادشاہ حجام کو سزا نہیں دے گا! جاکر بادشاہ کو کاٹو جب وہ سو رہا ہو!

لیکن چوہا بھاگ کر اپنی سرنگ میں چھپ گیا۔ ٹونٹونی بلی کے پاس گئی اور چونک کر بولی،

اے بلی! ٹونٹونی بہت تکلیف میں ہے۔

لیکن حجام میری مدد نہیں کرے گا!

بادشاہ حجام کو سزا نہیں دے گا!

چوہا بادشاہ کو نہیں کاٹے گا!

جاؤ اس گستاخ چوہے کو لے جاؤ اور اسے کھا لو!



لیکن بلی نے کہا، "ابھی نہیں! مجھے بہت نیند آرہی ہے! "
ٹونٹونی نے چھڑی کی طرف اڑ کر کہا،
اے چھڑی! ٹونٹونی بہت درد میں ہے
بلی چوہے کو نہیں پکڑے گی! جاؤ اور اس سست بلی کو مارو!
لیکن، "میں بلی کو کیوں ماروں؟ بلی نے مجھے کبھی تکلیف نہیں دی!"
اسٹک نے کہا۔۔
بیچاری ٹونٹونی رو پڑی! پھر اس نے آگ کو دیکھا اور اس کے گرد دائرے
میں اڑتے ہوئے نیچے جھپٹی۔
اے آگ! ٹونٹونی بہت درد میں ہے
چھڑی بلی کو نہیں مارے گی!
جاؤ اور اس بیکار چھڑی کو جلا دو!
"میں سارا دن جلتا رہا ہوں،" آگ نے کہا۔ "اب میں تھک گیا ہوں.
معاف کیجیئے گا!"
ٹونٹونی نیچے دریا کی طرف اڑ کر پکار رہی تھی،
اے دریا! ٹونٹونی بہت تکلیف میں ہے۔
آگ لاٹھی کو نہیں جلائے گی!
اپنے کناروں کو سیلاب سے بھر دو اور اس خود غرض آگ کو بجھا دو!
لیکن دریا خاموشی سے بہہ رہا تھا۔ ٹونٹونی ہاتھی کے پاس اڑ گئی اور کہا،
اے ہاتھی! ٹونٹونی بہت تکلیف میں ہے۔
دریا آگ نہیں بجھائے گا!
جاؤ اور اس گھمنڈی دریا کو پیو!

ہاتھی نے کہا، "کون، میں؟ اگر میں دریا کا پانی پیوں تو پھٹ جاؤں گا!"

ٹونٹونی تھک چکی تھی۔ وہ آرام کرنے کے لیے درخت کی شاخ پر بیٹھ گئی۔

اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ پھر، "بزز، بزز، بزز" مچھر کی آواز آئی۔

اچانک ٹونٹونی نے دل پکڑ لیا!

اے مچھر! ٹونٹونی بہت تکلیف میں ہے۔

ہاتھی دریا کو نہیں پیے گا!

جاؤ اور اس بیوقوف ہاتھی کو کاٹ دو!



خوشی سے، ٹنٹونی!" مچھر بھنبھنایا"

پھر وہاں موجود تمام مچھروں نے ہاتھی پر چڑھ کر اسے کاٹ لیا۔ ہاتھی گھبرا گیا۔ دریا میں چھپنے کو بھاگا۔ لیکن مچھروں نے اس کا پیچھا کیا!

تو ہاتھی نے ٹونٹونی سے کہا، "میں دریا پیوں گا۔"

ندی چھلک گئی۔ "میں آگ بجھاؤں گی!"

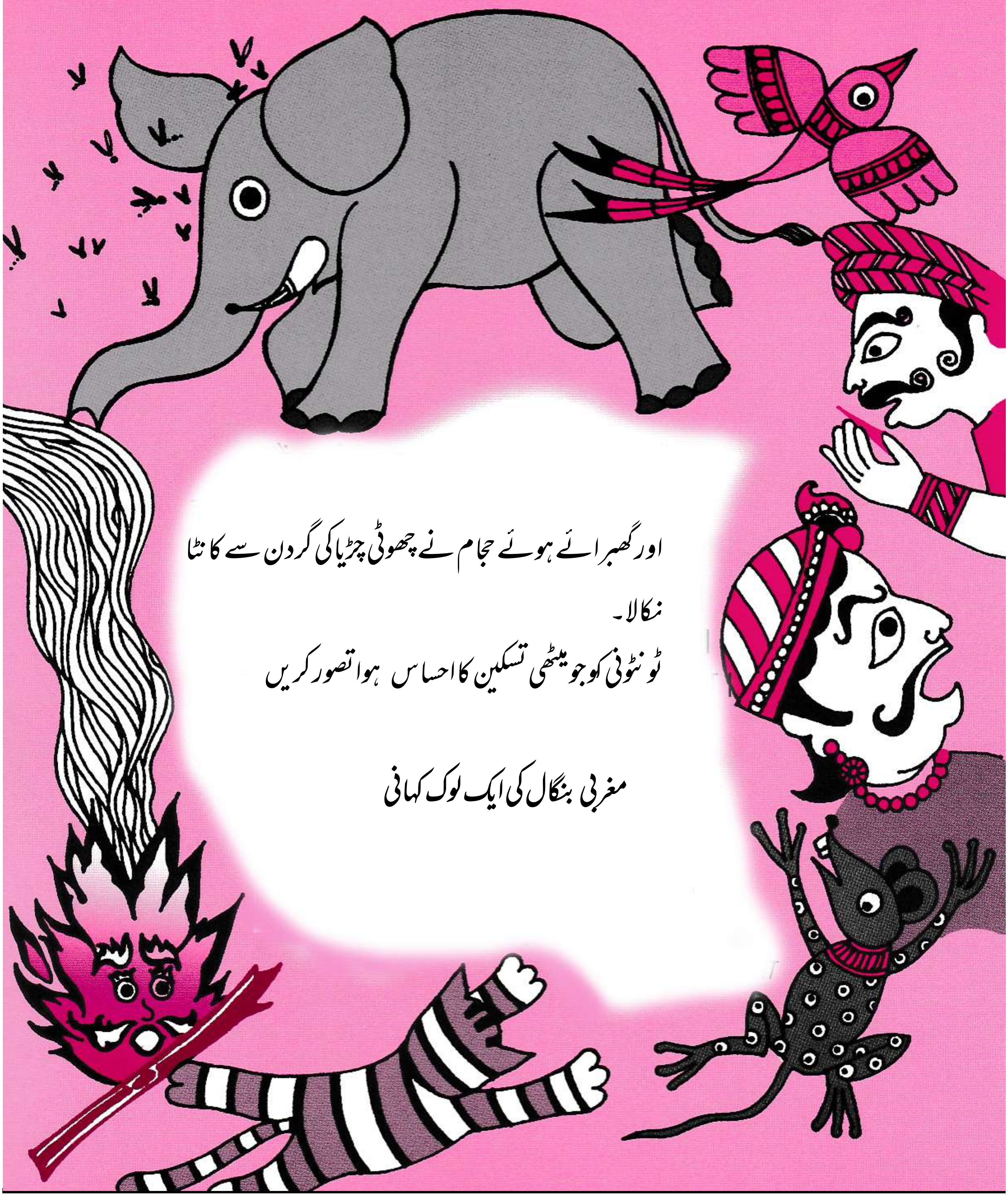
آگ بھڑک اٹھی۔ "میں اسٹک کو جلادوں گا۔"

چھڑی پیچھے کود گئی۔ "میں بلی کو ماروں گی۔"

بلی جاگ گئی۔ "میں چوہا کو پکڑوں گی!"

چوہے نے چیخا، "میں بادشاہ کو کاٹوں گا!"

بادشاہ نے کہا میں حجام کو سزا دوں گا!



اور گھبرائے ہوئے حجام نے چھوٹی چڑیا کی گردن سے کانٹا نکالا۔

ٹونٹونی کو جو میٹھی تسکین کا احساس ہوا تصور کریں

مغربی بنگال کی ایک لوک کہانی

P. Saraswati V. Vijayakanthi

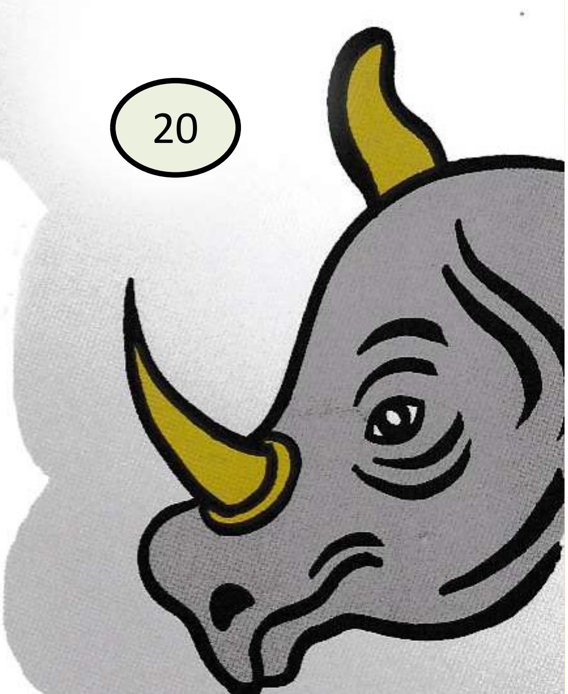
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

میرا نیا دوست



ایک بار ایک گھنے جنگل میں ایک گلہری اور خرگوش رہتے تھے۔ وہ اچھے دوست تھے اور ایک ساتھ کافی وقت گزارتے تھے۔



اب، یہ گلہری ہمیشہ سے متجسس رہتی تھی اور سورج کے نیچے ہر چیز کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے دوست خرگوش نے کبھی کسی سوال کا سادہ سا جواب نہیں دیا۔ خوش قسمتی سے، وہ دونوں واقعی پہیلیاں اور پہیلیاں پسند کرتے تھے!

ایک صبح گلہری نے خرگوش کو اپنے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا۔ وہ پکڑنے کے لیے دوڑا۔

گلہری : خرگوش، پیارے، تم اتنی صبح کہاں جا رہے ہو؟

خرگوش : میں اپنے نئے دوست کے ساتھ کھیلنے جا رہا ہوں





گلہری : واقعی! آپ کا نیا دوست کون ہے ؟

خرگوش : تم اندازہ کیوں نہیں لگاتے ؟ یہاں ایک اشارہ ہے : یہ کوئی ہے.جس کی چار ٹانگیں ہیں۔

گلہری : یہ کس قسم کا اشارہ ہے ؟ ہم سب کی چار ٹانگیں ہیں ! اوہ، میں سمجھ گئی : آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنے بارے میں معلوم کروں۔ ہمم، دیکھتے ہیں۔۔۔

خرگوش : اچھا؟ آپ کا کیا خیال ہے ؟

گلہری : ام... کیا یہ بڑا جانور ہے ؟

خرگوش : ہاں!

پھر مجھے مل گیا! آپ کا دوست ایک ہاتھی ہے !

ہاتھی جنگل کا سب سے بڑا جانور ہے !

غلط ! میرے نئے دوست کے پاس لمبا سونڈ نہیں ہے۔

پھر یہ ایک گینڈا ہونا چاہیئے !

گینڈے کے پاس سونڈ نہیں ہوتا !

خرگوش : نہیں، نہیں! میرے نئے دوست کے پاس سینگ نہیں ہے۔

خرگوش تیزی سے چل پڑا۔ گلہری اس کے پیچھے بھاگی۔

گلہری : ٹھہرو! میں جانتا ہوں! آپ کا نیا دوست اونٹ ہے !

گلہری :

خرگوش : گلہری :



اونٹ کی چار ٹانگیں ہوتی ہیں۔ اس میں سونڈ نہیں ہے۔ اور اس کا کوئی سینگ نہیں ہے۔



خرگوش : لیکن میرے نئے دوست کے پاس کوبڑ بھی نہیں ہے۔

خرگوش راستے پر بھاگنے لگا۔

گلہری : پھر اور کون؟ آہا! یہ ایک زیبرا ہونا چاہیے!

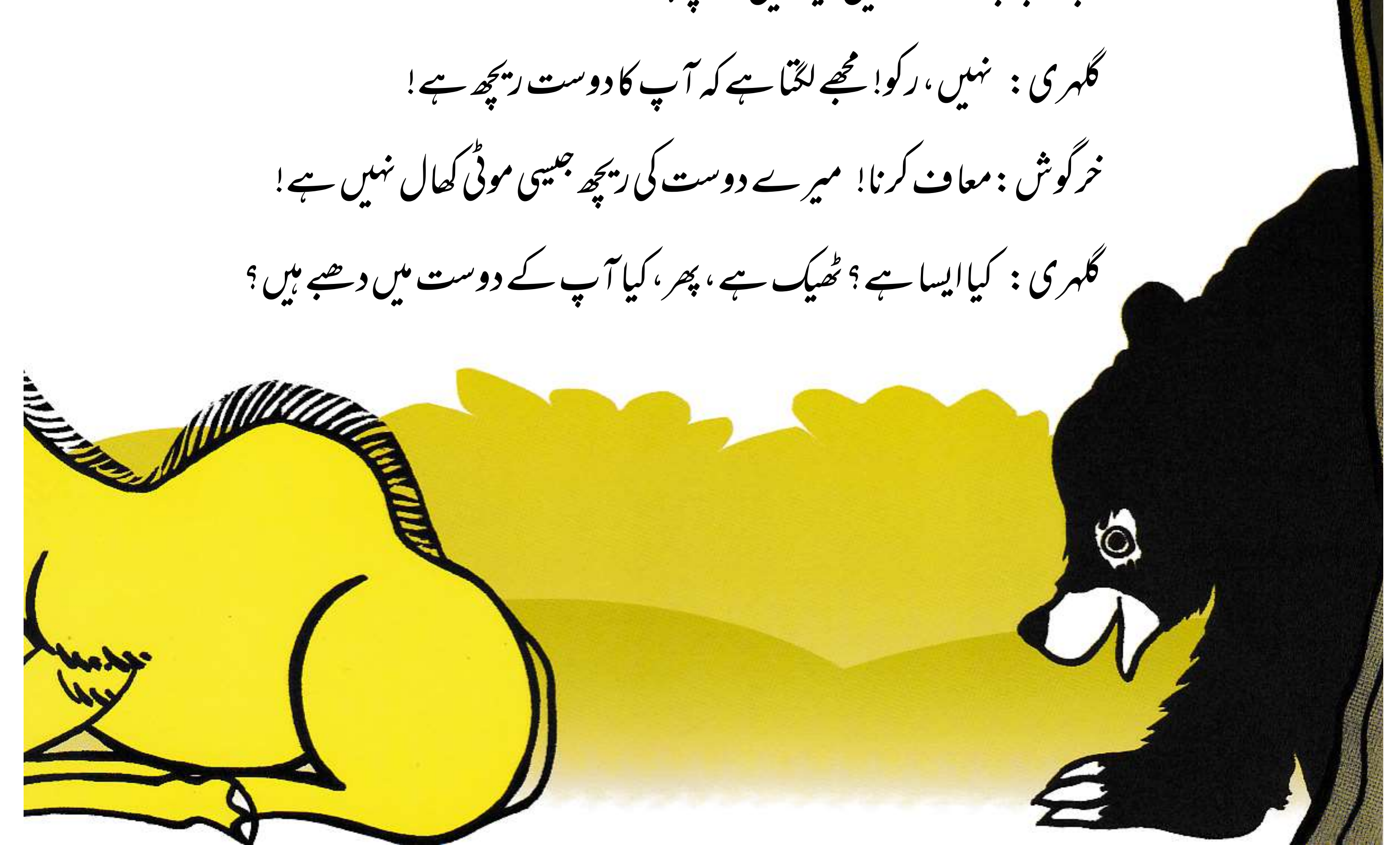
خرگوش : ہو، ہو، ہو! میرے دوست کے جسم پر دھاریاں نہیں ہیں

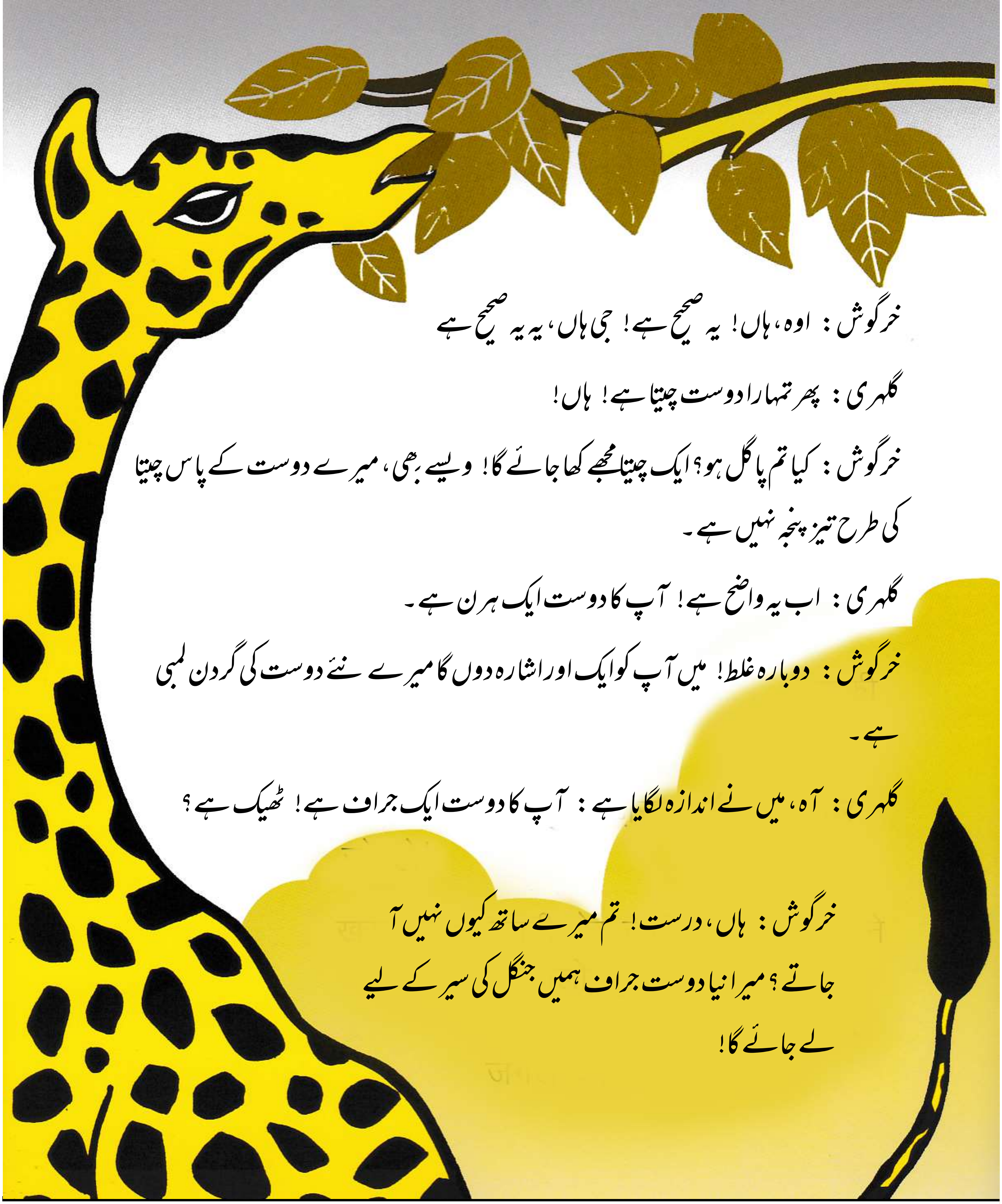
مجھے اب جانے دو، میں دیر نہیں کرنا چاہتا۔

گلہری : نہیں، رکو! مجھے لگتا ہے کہ آپ کا دوست ریچھ ہے!

خرگوش : معاف کرنا! میرے دوست کی ریچھ جیسی موٹی کھال نہیں ہے!

گلہری : کیا ایسا ہے؟ ٹھیک ہے، پھر، کیا آپ کے دوست میں دھبے ہیں؟





خرگوش : اوہ، ہاں! یہ صحیح ہے! جی ہاں، یہ یہ صحیح ہے

گلہری : پھر تمہارا دوست چیتا ہے! ہاں!

خرگوش : کیا تم پاگل ہو؟ ایک چیتا مجھے کھا جائے گا! ویسے بھی، میرے دوست کے پاس چیتا کی طرح تیز پنجہ نہیں ہے۔

گلہری : اب یہ واضح ہے! آپ کا دوست ایک ہرن ہے۔

خرگوش : دوبارہ غلط! میں آپ کو ایک اور اشارہ دوں گا میرے نئے دوست کی گردن لمبی ہے۔

گلہری : آہ، میں نے اندازہ لگایا ہے : آپ کا دوست ایک جراف ہے! ٹھیک ہے؟

خرگوش : ہاں، درست! تم میرے ساتھ کیوں نہیں آ جاتے؟ میرا نیا دوست جراف ہمیں جنگل کی سیر کے لیے لے جائے گا!

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy